سوال

(04) احکام ومسائل صدقۃ الفطر

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صدقۃ الفطر کے احکام تفصیلا بیان فرمادیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صدقہ فطر کا حکم:

صدقۃ الفطر ازروئے آیت کریمہ اوراحادیث صحیحہ فرض عین ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ ... سورۃ الاعلی "فلاح پائی جس نے صدقہ فطر ادا کیا۔" کیونکہ یہاں تزکیہ سے مراد ازروئے حدیث مرفوع صدقہ فطر ادا کرنا ہے اوریہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فان اللہ تعالیٰ قال: قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ١٥، ولابن خزیمۃ من طریق کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ علیہ وسلم سئل عن ہذہ الآیۃ، فقال: نزلت فی زکاۃ الفطر (نیل الاوطار للشوکانی 4/195)

فرمان الٰہی: "بے شک اس نے فلاح پالی جوپاک ہوگیا اورجس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اورنماز پڑھتا رہا"۔ ابن خزیمہ میں کثیر بن عبداللہ اپنے والد سے اوروہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا توآپ نے فرمایا: "صدقۃ الفطر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔"

حضرت ابوسعید خدری اورابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت ہے، نیز ابوالعالیہ اورابن سیرین رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ساتھ اوربھی اکثر وبیشتر کا یہی قول ہے، امام بغوی نے تفسیر معالم میں اس آیت کے تحت فرمایا ہے:

وقال اٰخرون ہو صدقۃ الفطر، روی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالی: قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤، قال اعطی صدقۃ الفطر، وقال نافع: کان ابن عمر اذا صلی الغداۃ یعنی من یوم العید قال یانافع اخرجت الصدقۃ فان قلت نعم مضی الی المصلی وان قلت لا قال فالان فاخرج فانما نزلت ہذہ الآیۃ فی ہذا، قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ الآیۃ۔۔۔ وہو قول ابی العالیۃ وابن سیرین، انتہی ملخصا (معالم 4/476-477)

"دوسروں نے کہا کہ وہ صدقۃ الفطر ہے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے فرمان الٰہی ﴿قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤﴾ سے متعلق روایت ہے فرماتے ہیں کہ : جس نے صدقۃ الفطر ادا کیا اور نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب عید کے دن صبح کی نماز پڑھتے تو کہتے اے نافع! کیا آپ نے صدقۃ الفطر ادا کیا ہے؟ اگر میں کہتا کہ ہاں! تو عید گاہ کو چلے جاتے اور اگر میں کہتا کہ نہیں تو کہتے، اب ادا کر دو، بے شک یہ آیت ﴿قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤﴾، اس بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی قول ابو العالیہ اور امام ابن سیرین کا ہے۔

اور صحیحین میں اعرابی کے واقعہ میں حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ فلاح اس کے لئے ثابت ہوئی ہے، جو صرف فرائض ادا کرے اور صدقۃ الفطر ادا کرنے والے کو بھی "افلح" یعنی (فلاح پائی) فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ صدقۃ الفطر بھی فرض ہے۔ کما لا یخفی علی الفطنین

قال اللہ تعالی : ﴿قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤﴾، وثبت انہا نزلت فی زکاۃ الفطر وثبت فی الصحیحین اثبات حقیقۃ الفلاح لمن اقتصر علی الواجبات۔ انتھی (فتح الباری 3/368)

"فرمان الٰہی ﴿قَدۡ أَفۡلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤﴾ "زکاۃ الفطر کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور صحیحین میں، فلاح اس کے لئے ثابت ہوئی ہے جو صرف فرائض ادا کرے۔"

ان احادیث صحیحہ موعودہ میں سے ایک یہ ہے :

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زکاۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین وأمر بہا أن تودی قبل خروج الناس إلی الصلاۃ (رواہ البخاری ومسلم .، بخاری زکوۃ حدیث 1580۔ مسلم 2/677، مصابیح السنۃ 2/25)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے، یا اس سے جو ان کے سوا اور کھانے کی چیزیں ہیں جن کا بیان ان شاء اللہ آئندہ آئے گا" ہر مسلمان میں سے غلام اور آزاد، مرد و عورت بچے اور جوان پر فرض کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ لوگوں کے "نمازِ عید" کی طرف نکلنے سے قبل ادا کیا جائے۔" (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے صراحۃ فطر کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں لفظ "فرض" موجود ہے اور فرض کے دوسرے معنی مراد لینا بغیر کسی قرینہ صارفہ کے صحیح نہیں، کیونکہ فرض کا یہ معنی حقیقت شرعیہ ہے، کما تقرر فی الاصول۔ اس باب میں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ طوالت کے خدشہ سے ایک پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صدقۃ الفطر کے فرض ہونے پر ایک باب قائم کیا ہے، مگر اس کی قضا نہیں ہے اور جو فرضِ عین ہے، اس کی قضا لازم ہو، قاعدہ حکمیہ نہیں ہے، بلکہ محض دلیل ہے۔ کما تقرر فی الاصول

صدقہ فطر کس پر فرض ہے :

صدقہ فطر ہر مسلمان، مرد و عورت، بچہ و جوان، غلام و آزاد اور امیر و غریب پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہے جیسا کہ حدیث مذکورۃ الصدر سے عیاں ہے کہ صاحب نصاب ہونے کی شرط نہیں بلکہ مطلق ہے، جیسے دار قطنی اور احمد کی روایت میں تصریح بھی ہے کہ فقیر پر بھی فرض ہے۔ اس کا استدلال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کیا ہے کہ

(فطرۃ الصائم علی أنہا تجب علی الفقیر کما تجب علی الغنی وقد ورد ذلک صریحاً فی حدیث أبی ہریرۃ عند أحمد وفی حدیث ثعلبۃ بن أبی صعیر عند الدار قطنی) (فتح الباری 3/369، دار قطنی 2/148)

"روزے دار کا صدقہ فطر جیسا مالدار پر فرض ہے ویسا ہی تنگدست پر بھی ہے اور یہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دار قطنی میں ثعلبہ بن ابی صغیر رضی اللہ عنہ کی حدیث

میں صریحا منقول ہے۔"

مگر استطاعت ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ٢٨٦ ... سورة البقرة

لڑکی کا اگر مال ہو تو اس کا ولی اس میں سے صدقہ فطر نکالے اور اگر مال نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا جس پر اس کا نفقہ واجب ہو ادا کرے۔ یہی قول جمہور کا ہے، جیسا کہ نیل الاوطار میں ہے :

(وجوب فطرة الصغير فی ماله والمخاطب باخراجها وليه ان كان للصغير مال والاوجبت علی من تلزمه نفقته والی ہذا ذہب الجمهور) (نیل الاوطار 5/192)

"بچے کا اس کے مال میں سے صدقہ فطر کا واجب ہونا اور اس کا ولی اس کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہے اگر مال بچے کا ہو، وگرنہ جس پر اس کا نفقہ لازم ہے صدقہ فطر بھی اس پر واجب ہوگا، یہی جمہور کا قول ہے۔"

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں :

(قوله الصغير والكبير : ظاہرة وجوبها علی الصغير لكن المخاطب عنه وليه فوجوبها علی ہذا فی مال الصغير والا فعلی من تلزمه نفقته وہذا قول الجمهور) (فتح الباری 3/368)

"ظاہر میں بچے پر اس کا وجوب ہے لیکن مخاطب اس کا ولی ہے تو ایسی صورت میں وہ بچے کے مال میں واجب ہوگا ورنہ وہ اس کے ذمہ ہوگا، جس پر اس کا نفقہ لازم ہے، یہی جمہور کا قول ہے۔"

غلام کا صدقہ فطر :

غلام کا صدقہ فطر اس کا مولی ادا کرے گا، کیونکہ مسلم میں ہے کہ مولی کے ذمہ غلام کے صدقہ فطر کے سوا کوئی صدقہ نہیں ہے، معلوم ہوا کہ غلام کا صدقۃ الفطر مولی ادا کرے گا۔

(قوله "علی العبد" آلخ ظاہرة اخراج العبد عن نفسه ولم يقل به الا داؤد وخالفه اصحابه والناس احتجوا بحديث ابی ہريرة رضی الله عنه مرفوعا ليس فی العبد صدقة الا صدقة الفطر اخرجه مسلم ومقتضاه انها علی السيد (انتہی مافی فتح الباری 3/367 ملخصا بقدر الحاجة))

"اس سے ظاہر ہے غلام اپنا صدقہ فطر خود ادا کرے اور یہ قول صرف داؤد (ظاہری) کا ہے۔ ان کے اصحاب اور دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے کہ : غلام کے ذمہ صدقہ فطر کے علاوہ کوئی صدقہ نہیں ہے۔ (مسلم 2/676) اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ وہ اس کے آقا کے ذمہ ہے۔" (فتح الباری)

احناف کے ہاں صدقہ فطر صاحب نصاب پر واجب ہے یعنی اس پر جس کے پاس زکاۃ کا نصاب ہو اور لڑکے کا صدقہ صرف باپ ادا کرے اور بقیہ امور درج بالا کے موافق ہوں گے۔ ہدایہ میں ہے :

(صدقة الفطر واجبة علی الحر المسلم اذا كان مالكا لمقدار النصاب فاضلا عن مسكنه وثيابه واثاثه وفرسه وسلاحه وعبيده۔يخرج ذلك عن نفسه ويخرج عن اولاده الصغار ومماليكه انتہی ملخصا) (اولين: 208)

"صدقہ فطر آزاد مسلمان پر واجب ہے جبکہ وہ ایسی مقدار نصاب کا مالک ہو جواپنے چھوٹے بچوں اوراپنے غلاموں کی طرف سے ادا کرے گا جو کہ اس کی رہائش گاہ، لباس، سامان، گھوڑے، اسلحہ اورغلاموں سے زائد ہو۔ (مختصرا)

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت:

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت نمازِ عیدالفطر سے قبل ہے اوراگر کوئی عید سے دو یا تین یا زیادہ روز قبل ادا کردے تو جائز ہوگا اوراگر نمازِ عید کے بعد ادا کرے گا تو ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ آیتِ مذکورہ "قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ١٥" کے بعد وارد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر نماز پر مقدم ہے، کیونکہ "فَصَلَّىٰ" فائے تعقیب کے ساتھ مذکور ہے جو کہ صدقہ کے بعد نماز کی ادائیگی کا فائدہ دیتی ہے۔ کمالا یخفی من لہ ادنی تامل

اور حدیث میں ہے:

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: "فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکاۃ الفطر طھرۃ[1] للصائم من اللغو والرفث، وطعمۃ للمساکین من اَداہا قبل الصلاۃ فھی زکاۃ مقبولۃ، ومن اَداہا بعد الصلاۃ فھی صدقۃ من الصدقات([2])

(کذافی منتقی الاخبار2/156) وللبخاری وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم اَو یومین انتہی

وفی موضع آخر، والظاہر ان من اخرج الفطرۃ بعد صلوۃ العید کان کمن لم یخرجھا باعتبار اشتراکھما فی ترک ہذہ الصدقۃ الواجبۃ (انتہی فی نیل الاوطار5/194)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض فرمایا تاکہ روزے دار فضول اورنازیبا قسم کی باتوں سے پاک ہو جائے اور مسکینوں کو کھانا میسر آجائے، جس نے اسے (عید کی) نماز سے قبل ادا کیا تو وہ قبول ہونے والا صدقہ ہے اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ صدقات میں سے ایک صدقہ ہے (ابوداؤد، ابن ماجہ) اوربخاری میں ہے کہ وہ عیدالفطر سے ایک یا دو روز قبل ادا کردیتے تھے۔"

اورایک دوسرے مقام پر ہے: پتہ چلتا ہے کہ جس نے صدقہ فطر نماز عید کے بعد ادا کیا گویا کہ اس نے وہ ادا ہی نہیں کیا، کیونکہ اس واجب صدقہ کے ترک کرنے میں دونوں ہی مشترک ہیں۔ (نیل الاوطار)

صدقہ فطر میں کون سی چیزیں ادا کی جائیں:

جو چیز طعام یعنی قابل قوت ہے اس میں سے صدقہ فطر ادا کرنا درست ہے، جیسا کہ گیہوں، جو، پنیر، خرما اور ستو وغیرہ، جس طرح کہ حضرت عیاض بن عبداللہ بن ابو سرح العامری سے مروی ہے:

(انہ سمع ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ یقول کنا نخرج زکاۃ الفطر صاعا من طعام او صاعا من شعیر او صاعا من تمر او صاعا من قط او صاعا من زبیب) (رواہ البخاری، فتح الباری 3/371)

"کہ انہوں نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں: ہم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) کھانے یا جو یا کھجور یا پنیر یا کشمش کا ایک صاع (فی کس) بطور صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔" (بخاری)

صدقہ فطر کی مقدار:

صدقہ فطر کی مقدار گیہوں سے نصف صاع اور بقیہ چیزوں سے ایک صاع ہے جیسا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ

(خطب ابن عباس رحمہ اللہ فی آخر رمضان علی منبر البصرۃ، فقال: اخرجوا صدقۃ صومکم، فکان الناس لم یعلموا، فقال: من ہاہنا، من اہل المدینۃ قوموا إلی إخوانکم فعلموہم، فإنہم لا یعلمون، فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الصدقۃ صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح) (الحدیث، رواہ ابو داؤد 1/229)

"ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رمضان کے آخر میں بصرہ کے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا: اپنے روزوں کا صدقہ نکالو اور لوگوں کو اس بات کا علم نہ تھا، سو آپ نے فرمایا: یہاں اہل مدینہ سے کون ہیں؟ اپنے بھائیوں کی طرف اٹھو اور انہیں تعلیم دو وہ بے علم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ ایک صاع کھجور سے یا جو سے یا نصف صاع [3]) گیہوں سے مقرر فرمایا ہے۔ (ابو داؤد)

وقد نمقہ المھین محمد یٰسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی عفی عنہ سیاتہ

اسم مبارک مؤیدین علماء کرام:

لقد اصاب من اجاب۔ ابو القاسم محمد عبد الرحمٰن الدھوری۔

اصاب من اجاب۔ محمد حسین خان خورجوی

یہ جواب صحیح ہے۔ حررہ ابو العلی محمد بن عبد الرحمٰن الاعظم گڑھی المبارکفوری

جواب باصواب ہے۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ

المجیب مصیب۔ محمد فقیر اللہ

الجواب صحیح۔ والرای نجیح (محمد شمس الدین 1315ھ

عبد الجلیل عربی

ابو محمد عبد الحق 1305ھ

قد صح الجواب۔ ابو محمد عبد الروف البھاری المانفوری عفی عنہ

خادم شریعت رسول الاداب۔ ابو محمد عبد الوھاب 1300ھ

خادم شریعت رسول الثقلین۔ محمد تلطف حسین 1293ھ

سید محمد عبد السلام غفرلہ 1295ھ

الجواب صحیح۔ عبداللطیف عفی عنہ ((عبداللطیف))

محمد طاہر 1301ھ

وہ غریب مسلمان کہ جس کے پاس کچھ نہ ہو، بہت ہی بھوکا ہو اس کے ذمہ کسی صورت صدقہ فطر (لازم) نہیں ہے، اگر اس کو وہ وقت کا کھانا میسر ہو تو اسے دینا چاہیے اور یہ صدقہ اپنے اقارب اور غیر کو دے سکتا ہے اور صدقہ فطر جو بھی دے سکتا ہو اس پر فرض ہے۔ حررہ محمد امیر الدین حنفی واعظ جامع مسجد دہلی 1301ھ ((محمد امیر الدین 1301ھ))

---

[1] اصل لفظ طہرۃ ہے۔۔۔(جاوید)

[2] رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، نیل الاوطار 5/195، حدیث حسن ہے، ابوداؤد 1/227، ابن ماجہ حدیث 1427، ارواء الغلیل حدیث 843

[3] دیکھئے اسی کتاب کا ص کا حاشیہ 1

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 129

محدث فتویٰ